ناموس عورت اور فسطاءی طرز عمل

از: جویریہ اِرم

اسلام نے سوال اٹھانے ،اس کا اطمینان بخش جواب حاصل کرنے ، تعمیری تنقید کرنے کو اسلامی علم سیاسیات کا حصہ بنایا نبی کریم اور خلفائے راشدین نے اس کو رواج دیا۔ مجموعی طور پر حق جانکاری کو مسلمانوں نے ہی حوصلہ افزائی دی جو نیک نیتی اور شفافیت کو برقرار رکھنے میں معاون ہوتی ہے۔ایک ترقی پسند سماج اور مملکت کے لئے ضروری ہے کہ عوام کو تحقیق کرنے ، تجزیہ کرنے ، اپنے مشاہدات کا افشاءکرنے ، سماج کا تنقیدی جائزہ لینے اور سوال کرنے کی آزادی ہو۔

آج ملک میں ایک عجیب فضابنی ہوئی ہے،سربراہان مملکت اور ان کی حواری جماعتیں سوال کرنے پرچراغ پا ہوجاتی ہے۔آپ سوال کریں،جواب کے بجائے ایک الٹا سوال آپ سے ہی کردیا جاتا ہے۔آپ نوٹ بندی کی بات کریں اور آپ سے سیاچن کے سپاہیوں کے بارے میں سوال ہوتا ہےسیاچن میں سخت ترین حالات میں ڈیوٹی دینے والے سپاہی خود سوال کرنے کی آزادی مانگ رہے ہیں۔ نہ عام شہری کو ، نا سپاہی کو ، سنتری سے لے کر اپوزیشن کے منتری تک کو سوال اٹھا نے اور نہ ہی اظہار خیال کا کھلا موقع ہے۔ سب سوال کرنے والے لوگوں سے بلا لحاظ مذہب و ملت ، رنگ و نسل ، طبقہ وپیشہ ، انتظامیہ اور ان کے فسطائی خداؤں نے خفا ہوجانا ہے۔

فسطائیت اپنے عروج پر ہے ، ہر حربہ استعمال کرکے مخالفین کچل دیا جاتا ہے تو اپنے حواریوں کی پشت پناہی زبر دست انداز میں ہوتی ہے۔ فسطائیت مخالف سماجی کارکنوں ، اساتذہ ، طلباءطالبات کو قانونی داؤ پیچ میں پھا نسا جاتا ہے دوسری طرف اپنے حلیفوں کو فوجداری مقدمات سے بچا لیا جاتا ہے۔ غنڈہ گردی ، مارپیٹ ، قتل وغارت گری اور قانونی داؤ پیچ کھیل کھیل کر ہر اساں کیاجارہا ہے۔ ان کی تازہ مثالیں انہاد کی بیرونی فنڈینگ پر پابندی ، تیستا ستلواڈ کا مختلف کیسس میں عدالتوں کے چکر کاٹنا ، گئو رشا کے نام پر انسانی خوں کا بہانا سے لے کر رام جاس کالج میں شہلا راشد اور کامریڈس کی پٹائی ، اسیمانند کا بری ہوجانا یا پھر سماجی رابطہ کی سائٹس پر Trolling اور Tweets سب سے آسان حربہ ہے ہی، سماجی رابطہ کی سائٹس پر حکومت مخالف یا دائیں بازو مخالف Post پر چند گھنٹوں میں جنگ کا گرم ماحول بن جاتا ہے، کئی موقعوں پر معمولی باتیں ٹرینڈنگ میں آجاتی ہیں تشکیل دیں گئیں ہیں IT Teams حیرت ہوتی ہے کہ اتنی فراغت میسر آتی کیسے ہے لوگوں کو ، یا پھر مخصوص Troll جن کی دال روٹی کرتے رہنے پر ہی چلتی ہے۔ فراغت کے اسباب جاننے کے علاوہ اور بھی غم ہیں زمانے مختلف Pattern ہونے کے Troll ہونے اور نظریاتی مخالف عورت کے Troll میں، جیسے نظریاتی مخالف مرد کے کی JNU کہلاتا ہے تو دوسرا غداری کے ساتھ ساتھ فحش بھی کہلاتا ہے۔ Anti nationalist ہیں۔ایک غدار یا کی طالبہ گرمہر کور ، سماجی کارکن تیستاستلواڈ ،گجرات فائلس کی مصنفہ رعنا DU ، معروف ٹیچر نیویدیتا منن ایوب ، برکھا دت مشہور جرنلسٹ غرض تمام خواتین جن کا مختلف شعبہ ہائے جات سے تعلق اور بڑی خدمات ہیں۔ان خواتین میں مشترک وصف ان کے سونچنے سوال کرنے کی "بُری عادت" جو مخصوص طبقہ کے حلق سے نیچے اتر نہیں پاتی، ردعمل کے طور پر ان کے اخلاق کردار ، شکل صورت ، رہن سہن المختصرشخصی حملہ کئے جاتے پر اپنے تبصروں کی وجہ سے جانی جاتی ABVP کی طلباءتنظیم RSS ہیں۔شہلا راشد حکومت ، نریندرمودی اور JNUSU کے رکن شہلا راشید نہ صرف طلباءکے مسائل بلکہ ملکی سیاست کی سمجھ بھی رکھتی ہیں، AISAہیں۔ صدر رہ چکے کنہیا کمار کی گرفتاری کے بعد حکومت کے ان کو گرفتار کرنے اور غداری کے الزامات لگانے پر انھوں نے حکومت کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور انکی رہائی کے لئے بڑی دلیری سے مہم چلائی۔ دائیں بازو اور بائیں بازو جماعتوں کا ٹکراؤ کوئی نئی بات نہیں ہے اقتدار میں آنے کے بعد دائیں بازو کا اپنے سیاسی و نظریاتی حریفوں کو کچل دینے کی کوشش کرنا تشویشناک ہےملکی سیاست میں جو کچھ چل رہا ہے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے اسلام اور کمیونزم بھی دو مختلف نظریات ہیں ، شہیلا راشد کو صرف ان کے کشمیری مسلمان گھرانے سے تعلق کی وجہ سے مسلمانوں کی تائید حاصل نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کاتکثیری مزاج ہے ، تکثیریت بھی کسی سماج میں ایسے متعدد گروہوں کی موجودگی اور ان کے درمیان رواداری جو مختلف رنگ و نسل یا سیاسی تصورات اور اہانت کے درمیان فرق Hate speech پر کافی کہرام مچا جس میں انھوں نے Post کے ہوں۔ حالیہ ان کے ایک درج کروائی ،دائیں بازو FIR کی طالبہ نے بھی AMU، کو بتانے کی کوشش کی، کئی مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا نے یہ کہنا شروع کیا کہ مسلمانوں میں برداشت نہیں ہے جبکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ شہلا کی تائید کے باوجود ان کی کسی بھی بات سے اختلاف ہو سکتا ہے،جو چیز بُری لگے گی مسلمان کہے گا کہ بُری لگی، اہانت کو اہانت کہے

گا،مودی بھکتوں کی طرح صحیح اور غلط کی تمیز نہیں کھو دیں گے لیکن فرق یہ ہے کہ دائیں بازو فسطائی
طاقتوں کی طرح شہلا پر نازیبا فحش تبصرے نہیں کہے نگے یہی سونچ ہے جو ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہے
کی معروف ٹیچر نویدیتا منن سے بھی JNU جس میں ہم ساتھ ہیں یہ مسلمانوں کا رد عمل تھا اس کے علاوہ
اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس بات میں دو رائے نہیں کہ وہ ایک قابل استاذہ ہیں ان کی لکھیں کتابیں نصاب میں
شامل کی جاتی ہیں خواتین کے حقوق کے لئے ان کی گراں قدر خدمات ہیں، غنڈہ گردی کر کے یا غداری کے مقدمات
کو متن سے الگ کر کے سماج میں ان کی ساکھ کو متاثر کرنے کی کوشش نہیں Videos چلا کر یا تقاریر کے
کریں گے، کئی مسلمان قائدین نے کہا کہ محترمہ یہ سوال اتھا رہی ہیں کہ منوواد اور برہمن واد انسانی حقوق کے
خلاف ہیں تو برہمن واد کے حامی افرادکو چاہئے کہ اس کا تسلی بخش جواب دیں انھیں ہر اساں کرنا مناسب رویہ نہیں
ہے ، یہی اپوزیشن اور باقی تنظیموں کا خیال ہے۔2002 اور 2007 کے درمیان نریندر مودی اور امیت شاہ کے
جاکر ثبوت حاصل کیا، پولیس ، Under cover گجرات میں فسادات اور فرضی انکاؤنٹرس کا رعنا ایوب نے
بیوروکریٹس کے اقبالیہ بیانات ریکارڈ کئے اور گجرات فائلس کتاب تصنیف کی ، حقائق کو منظر عام پر لانے ،
سچائی کے لئے جدوجہد کرنے اور اپنی جان جوکھم میں ڈالنا سربراہ مملکت کا طاقت کا کیا گیا غلط استعمال کا
افشاءکرنا کوئی معمولی کارنامہ نہیں ہے بلکہ ایک عورت کا ایک دلیرانہ اقدام تھا۔ اس سب کے بعد اپنے مزاج کے
کرنا شروع کیا۔اسکے troll مطابق فسطائی طاقتوں نے اپنے غصہ اور جھنجلاہٹ کو دور کرنے کے لئے رعنا ایوب کو
جو انھوں نے گجرات فسادات ANHAD (Act Now for Harmony and Democracy) علاوہ شبنم ہاشمی کی تنظیم
کے بعد 2003 میں کھولی تھی اس کی بیرونی فنڈنگس حکومت نے بند کردیں، انھوں نے فسادات متاثرین گجرات
کئے جانے کے لئے یہ سبب کافی ہے۔ troll کی باز آباد کاری اور حصولِ انصاف کے لئے کافی جدوجہد کی اور ان کے
پچھلے وقتوں میں گلی محلوں کے معمولی جھگڑوں میں جاہلوں کا ایک دوسرے کی ماں بہن کو گالیاں دینا زد عام
تھا۔ آزاد ہند نے گزرے 70 سالوں میں مادی ترقی تو کرلی کیا ا س کی سونچ نے بھی ترقی کی ہے؟ یہ اہم سوال ہے۔ آج
سماجی زندگی میں خواتین کا دائرہ وسیع ہوگیا ہے ان کی شمولیت بھلے ہی بڑھ گئی ہے لیکن دنیا کی یہ بڑی
جمہوریت نے عورت کو عزت دینا سیکھا ہے یا نہیں؟ جو طرز عمل کبھی صرف جاہلوں کاہوا کرتا تھا اس ترقی پسند
دور میں کئی پڑھے لکھے جاہل سماجی رابطہ کی سائٹس پر وہی گالیاں فحش جملے، انگریزی میں تحریر کرتے
ہیں ،پہلے دی جانے والی گندی گالیوں کا ریکارڈ صرف نامہ اعمال میں ہوتا تھا اب سماجی رابطہ کی سائٹس پر بھی
باضابطہ محفوظ ہورہا ہے۔ دیکھنے والے ہندوستانی سماج کا کیا تصور لیں؟ نئی نسلیں کیا عکس لیں؟ بحیثیت قوم ہم
ہندوستانی کس سمت میں جا رہے ہیں؟ ہماری مجموعی حیثیت کیا ہے کیوں کہ ہماری زبان ہمارے ذہن و دل کی عکاس
کرتا ہے کہ رعنا ایوب کو سننے سے اچھا ہے کہ کوئی فحش فلم دیکھ لی جائے، جواباً رعنا Tweet ہوتی ہے۔ کوئی
ایوب لکھتی ہیں ترجیحات کی آزادی۔ جو خاتون حکومت وقت سے سوال کرنے کی سونچے وہ خود کو ذہنی طور پر تیار
کہہ کہہ کر prestitute شاکھہ“ حیا باختہ جملوں کے ساتھ جوابی حملہ کرے گی۔ برکھا دت کو troll” کرلے کہ
کیا گیا۔ حکومت وقت کے نمائندے نے اپنی ہتک عزت پر عدالت میں دس کروڑ کا مقدمہ کردیا۔ کیا برکھا کو دس troll
کروڑ نہیں ملنے چاہئے، رعنا ایوب اور شہلا راشید کو نہیں ملے ینگے؟ یا پھر ان خواتین کی کوئی وقعت نہیں
ہے؟ دلچسپ بات یہ ہے کہ سمرتی ایرانی اپنے غلط فیصلوں کی وجہ سے کافی سرخیوں میں رہی ، سوشل میڈیا اور
مین اسٹریم میڈیا میں تضحیک کا بھی سامنا کرچکی ہیں مگر ان پر مخالفین نے اس شدید حدت کے فحش تبصرے
نہیں کئے جیسے سیاسی حریفوں پر آج کل ہورہے ہیں۔ پرینکا گاندھی کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے حکمران
جماعت کے ایک فرد نے کہا تھا کہ ”ہمارے پاس پرینکا گاندھی سے زیادہ خوبصورت خواتین ہیں جو اتر پردیش
میں انتخابی مہم چلائیں گیں مجھے لگتا ہے سمرتی ایرانی بھی خوبصورت ہے“۔ جواباً لوگوں نے کہا کہ اس سے ان کی
سونچ کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس مقصد کے لئے خوبصورت خواتین کو پارٹی میں رکھا ہواہے؟ اس میں دو رائے نہیں
کہ اس خطرناک رویہ کی مخالفت نہیں کی جارہی ہے،بہت کچھ کہا اور لکھا جارہاہے مگر یہ ناکافی ہے سوئے ہوئے
کرنے والوں کو لعنت ملامت کرنا کافی نہیں عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ طلباءاور troll ضمیروں کو جگانے کے لئے
طالبات تنظیموں کو اس ماحول میں کیا کرنا ہوگا یہ اصل سوال ہے۔
کیا کرسکتی ہے اس پر غور و خوص کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام ہمیں ایسے ماحول میں کیا کرنے GIO اور SIO
کو کہتا ہے اس کا جائزہ لینا ہوگا،اہانت کے بارے میں آیا ہے کہ کبیرہ گناہوں میں کسی شخص کا اپنے ماں باپ کو
گالی دینا ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے
فرمایا : ہاں وہ دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو رد عمل میں وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، وہ اس کی ماں کو گالی
(دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔(مسلم

حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کسی کو اپنے ماں کی ناموس کی حفاظت کرنی ہے تو اسے دوسروں کے ماں کی اہانت ، لعن طعن کے شعار کو ترک کرنا ہوگا، خواہ اس کی نظر میں وہ کتنے ہی بے توقیر کیوں نہ ہو۔ نہ صرف یہ بلکہ اسلام نے عورت کو بدنام کرنے والوں کے لئے سزا بھی رکھی ہے اس کو تازیراتی قانون بھی بنادیا۔ جو لوگ پرہیز گار عورتوں کو بدکاری کا عیب لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی(۰۸) درے مارو اور کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بد کردار ہے۔

عورت کی عزت اور ناموس کی حفاظت اور اس کی شناخت، اس کے رنگ روپ اور خوبصورتی سے نہ ہو بلکہ اس کی ذہانت اور قابلیت پر ہو یہ اسلام سکھاتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ایسے پروگرامس و سمینار وغیرہ منعقد کریں جہاں مختلف نقطئہ ہائے فکر کے باثر افراد گفتگو کر سکیں دوسرے مذاہب و ازمس سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک پلیٹ فارم دینا ہوگا جہاں وہ اپنا نظریہ پیش کرسکیں اور ہم اسلامی معاشرتی آداب، اقدار و روایات کو پیش کرسکیں تاکہ انہیں واضح ہو سکے کہ حالات حاضرہ میں اسلام ہی واحد نظام حیات ہے جو فلاح کا ضامن ہے۔ ہمیں ایک ایسے سماج کا اور ایسی ریاست کا خواب دنیا کو دکھانا ہوگا جو نبی ﷺ نے ہمیں دکھایا ہے جہاں سو فیصد عورت محفوظ ہوں، ریاست کے ایک جغرافیائی کنارے سے دوسرے کنارے تک ایک تنہا عورت محفوظ سونا اچھالتی ہوئی جائے اور کوئی چور اور نہ کوئی منچلا ہو جو اسے نقصان پہنچا سکے۔مسلمان جب مکہ میں رہے اور جب وہ حبشہ مجرت کر گئے ،دونوں جگہ انہوں نے تکثریت کا ثبوت دیا اپنے عقیدے اور مذہب پر چلتے ہوئے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ مل کر رہے ۔ حبشہ کے قانون کی خلاف ورزی نہیں کی ان کے وفادار رہے اسی طرح جب مدینہ پہنچے تو یہودی ، عیسائی اور مشرکین پر مکمل سماج میں امن معاہدات کئے اور ایک دوسرے کی مدد اور تعاون و حفاظت کا عہد کیا اور پابند عہد رہے۔ مذہبی رواداری ، انسانی مساوات ہی اسلام کا درس ہے جس کی کمی آج ملکی سیاست میں نظر آرہی ہے۔ ان موضوعات اور اپنی روایات کا سماج کے سامنے لا نا اور اسے ایک مثالی سماج بنانا ہمارا فریضہ ہے۔